كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر ایک جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے

موت کا منظر

مشرح

مع

مرنے کے بعد کیا ہوگا

مؤلف

خواجہ محمد اسلام

مکتبہ رحمانیہ

عنوان	صفحہ
خبردار	۱۱
پہلا حصہ	
(موت کا منظر)	۱۵
قصہ ہارون الرشید بادشاہ کے لڑکے کا	۱۶
حضور پاک کا ارشاد موت کے بارے میں	۲۱
اللہ کی طرف سے انسانوں کے لئے موت کے بارے میں احکامات	۲۵
قصہ ایک بادشاہ کا	۳۱
قصہ ایک مالدار کا	۳۲
قصہ ایک ظالم کا	۳۳
حضرت حسن بصری کا ارشاد موت کے بارے میں	۳۳
قصہ بنی اسرائیل کے ایک ظالم کا	۳۴
قصہ اللہ والوں کی موت کے بارے میں	۳۵
قصہ ایک بت پرست کا	۳۸
قصہ ایک باندی کا	۴۰
قصہ ایک نوجوان	۴۲
قصہ موسیٰ بن محمد بن سلیمان الہاشمی کا	۴۴
قصہ اللہ کے عاشق لڑکے کا	۴۹
قصہ ایک لڑکے کا	۵۱
قصہ نوجوان کا	۵۵
قصہ ایک عورت کا	۵۶
قصہ راشد بن سلیمان کا	۵۸
قصہ ایک لڑکی کا	۵۹
قصہ ایک نوجوان عیسائی کا	۶۴
قصہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی آل میں	۵۶

عنوان	صفحہ
سے ایک بچے کا	
قصہ اللہ کے عاشق کا	۶۸
قصہ ایک ظالم کا	۶۸
باعث عبرت قصہ	۶۹
قصہ حضرت داؤد علیہ السلام کا	۷۰
جہاں بھی جاؤ موت آ کر رہے گی	۷۱
ملک الموت اور ان کے ساتھ کے فرشتوں کے بیان میں	۷۱
تجہیز الاموات	۷۳
پہلی فصل: جان کندنی کے بیان میں	۷۳
دوسری فصل: غسل دینے کے بیان میں	۷۴
تیسری فصل: کفن دینے کے بیان میں	۷۶
چوتھی فصل: جنازہ لے جانے کے بیان میں	۷۹
پانچویں فصل: نماز جنازہ کے بیان میں	۷۹
چھٹی فصل: قبر اور دفن کے بیان میں	۸۱
ساتویں فصل: زیارت قبور کے بیان میں	۸۲
آٹھویں فصل: مسائل ضروریہ کے بیان میں	۸۴
یہ حقیقت ہے اس زندگی کی	۸۶
دوسرا حصہ (احوال برزخ)	
تمہید	۸۹
برزخ کا بیان	۹۲
موت کا آغاز	۹۲
احوال قبر	۹۳
قبر کی پکار	۹۴
قبر کا خوف	۹۴
قصہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا	۹۵

عنوان	صفحہ
موت کے وقت اور موت کے بعد مومن کا اعزاز اور کافر کی ذلت	۹۸
قبر میں لوگوں کی حالت	۱۰۳
قبر میں عذاب کی وجہ سے میت کا چیخنا اور لوہے کے گرزوں سے اسکا مارا جانا	۱۰۴
گنہگارانِ اُمت کو حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا	۱۰۶
قبر میں لوگوں کی مختلف حالتیں	۱۱۱
پانچ قبروں کے چشم دید حالات نے گنہگار کو توبہ پر آمادہ کردیا	۱۱۴
ایک عورت کا گناہ کی سزا کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا	۱۱۵
صدقہ جاریہ اور اولاد وغیرہ کی طرف سے استغفار کا نفع	۱۱۶
موت سے اعمال کا منقطع ہوجانا	۱۲۳
علیم کندی کا بیان	۱۲۵
ملک الموت روزانہ ہر گھر میں چکر لگاتا ہے	۱۲۵
پہلے ملک الموت لوگوں کے سامنے ظاہر ہوکر روح قبض کرتے تھے	۱۲۶
والدین کی نافرمانی، قتل مسلم اور شیخین کو برا کہنا سوء خاتمہ کا سبب ہے	۱۲۷
موت کے وقت فرشتوں کا اعضاء کو چھونا اور سونگھنا	۱۲۸
موت کے وقت ملائکہ کی حضوری	۱۳۰
توبہ کا وقت کب ختم ہوتا ہے	۱۳۱
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ واقعہ	۱۳۳
روحوں کا باہم تعارف	۱۳۴
مومن سے فرشتوں کا کہنا کہ دلہن کی طرح سوجا اور منافق اور کافر کو زمین کا بھینچنا	۱۳۴
برزخ والوں کا مومن سے پوچھنا کہ فلاں کا کیا حال ہے	۱۳۶
مجاہد، مرابط اور شہید	۱۳۶
قبرستان کا گوشہ گوشہ مومن کے لئے بناؤ سنگھار کرتا ہے	۱۳۷
قبر کا مُردوں سے خطاب	۱۳۷
اعمال کا مجسم ہونا	۱۳۹
قبر میں غریب اور امیر کا حال	۱۴۰
عذاب قبر جان وتن پر ہوتا ہے	۱۴۱
پیشاب میں احتیاط نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے	۱۴۲
ناحق خون کرنا عذاب قبر کا سبب ہے	۱۴۳
قصہ ایک بادشاہ کی کھوپڑی کا	۱۴۴
روح اور جسم کا جھگڑا	۱۴۵
قصہ ایک معصوم سیدہ کا	۱۴۵
قصہ سخیوں کے بادشاہ کا	۱۴۸
نیکوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ، قصہ ایک نیک عورت کا	۱۴۹
اللہ سے ڈرنے والے نوجوان کا قصہ	۱۵۱
فرشتہ کا لوگوں کی طرف مٹی پھینکنا	۱۵۲
قصہ تین بھائیوں کا	۱۵۲
تیسرا حصہ (احوال یوم القیامت)	
پیش لفظ	۱۵۶
قیامت کی مختصر کیفیت	۱۵۸

عنوان	صفحہ
جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے	۱۶۳
قیامت کے روز بدلہ دینا ہوگا	۱۶۹
میدان حشر میں سفارش	۱۷۶
چہروں پر بشاشت اور اداسی	۱۷۸
اعمال کا حساب اور اعمال کے تولنے کا ذکر	۱۷۹
قیامت کے روز	۱۸۲
زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا	۱۸۲
اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی سزا	۱۸۳
غریبوں پر خرچ نہ کرنے کی سزا	۱۸۳
مال کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی سزا	۱۸۴
حرام کاری کے لئے بن سنور کر نکلنے والوں کی سزا	۱۸۵
یتیموں کا مال کھانے والوں کی سزا	۱۸۵
بے عمل واعظوں کی سزا	۱۸۶
بے نمازی کی سزا	۱۸۷
متکبر کی سزا	۱۸۸
پیشاب میں احتیاط نہ کرنے والے کی سزا	۱۸۹
روزہ خور کی سزا	۱۸۹
ضرورت سے زیادہ مکان بنانے کی سزا	۱۹۰
کسی کی زمین دبانے والے کی سزا	۱۹۰
غیبت کرنے والوں کی سزا	۱۹۰
استہزاء بالمسلم اور دورُخا پالیسی کی سزا	۱۹۱
لواطت اور بہائم سے زنا وغیرہ	۱۹۲
دو بیویوں میں عدم مساوات کی سزا	۱۹۴
تین شخص جنت میں نہ جائیں گے	۱۹۴
ماں کی نافرمانی کی دنیا میں سزا	۱۹۴
بے گناہ مسلمان کے قتل کی سزا	۱۹۶
خودکشی کرنے والے کی سزا	۱۹۶
ظالم حاکم کی سزا	۱۹۷
رشوت لینے والے کی سزا	۱۹۷
شراب پینے والے کی سزا	۱۹۸
قرآن پاک کو بھلانے کی سزا	۱۹۸
عہد توڑنے کی سزا	۱۹۹
زانیوں کی سزا	۱۹۹
پانچ برائیوں کی وجہ سے یہ امت تباہ کردی جائے گی	۱۹۹
منافقین کی بدحالی	۲۰۰
رسول پاک جنت کا قفل کھولیں گے	۲۰۰
اہل دوزخ اور اہل جنت کی باہم گفتگو	۲۰۳
سرداروں پر لعنت	۲۰۳
لیڈروں کی بیزاری	۲۰۵
چوتھا حصہ (احوال جہنم)	
پیش لفظ	۲۰۸
دوزخ اور دوزخیوں کا حال	۲۰۹
دوزخ کی گہرائی	۲۰۹
دوزخ کی دیواریں	۲۰۹
دوزخ کے دروازے	۲۰۹
دوزخ کی آگ اور اندھیری	۲۰۹
عذاب دوزخ کا اندازہ	۲۱۰
طبقات جہنم اور اہل جہنم کے اجسام اور ان کی غذائیں	۲۱۰
دوزخ کا غیظ و غضب، چیخنا، چلانا اور	۲۱۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دوزخیوں کو آواز دے کر بلانا اور دوزخیوں		دوزخیوں کی بدصورتی	۲۲۲
کا تنگ جگہوں میں ڈالا جانا		دوزخیوں کے آنسو	۲۲۳
دوزخ کے سانپ اور بچھو	۲۱۴	دوزخیوں کی زبان	۲۲۳
دوزخیوں کا کھانا پینا	۲۱۵	دوزخیوں کے جسم	۲۲۳
ضریع یعنی آگ کے کانٹے	۲۱۵	کیفیت داخلہ	۲۲۴
غسلین زخموں کا دھون	۲۱۵	اہل دوزخ سے شیطان کا خطاب	۲۲۵
زقوم (سینڈھ)	۲۱۵	گمراہ کرنے والوں پر دوزخ کا غصہ	۲۲۶
غساق	۲۱۶	داروغہ ہائے دوزخ اور مالک سے عرض و	۲۲۶
ماء کالمہل (کیٹ)	۲۱۶	معروض	
ماء صدید (پیپ کا پانی)	۲۱۷	دوزخیوں کی چیخ و پکار	۲۲۷
حمیم (کھولتا ہوا پانی)	۲۱۷	خاتمہ	۲۲۸
طعام ذی غصۃ (گلے میں اٹکنے والا کھانا)	۲۱۷	دوزخ سے بچنے کی چند دعائیں	۲۲۸
عذاب کے مختلف طریقے	۲۱۸	فکر و اعتبار	۲۲۸
صہر (گرم پانی سر پر ڈالا جائے گا)	۲۱۸	پانچواں حصہ (جنت کے نظارے)	
مقامع (گرز)	۲۱۸	نعت	۲۳۳
کھال پلٹ دی جائے گی	۲۱۹	جنت کے معنی	۲۳۴
شراب پینے والوں کا حشر	۲۱۹	وجہ تسمیہ	۲۳۴
تین آدمیوں پر جنت حرام ہے	۲۱۹	جنت کی لمبائی چوڑائی	۲۳۴
متکبروں کا انجام	۲۱۹	جنت کا مصالحہ	۲۳۶
دوزخ والوں کی دو قسمیں	۲۲۰	جنت کی بابت ایک شبہ	۲۳۶
سود خوروں کا انجام	۲۲۰	اول دنیا کا حال	۲۳۷
صعود (آگ کا ایک پہاڑ)	۲۲۰	دوسری قسم	۲۳۷
سلسلہ (بہت لمبی زنجیر)	۲۲۰	تیسری قسم	۲۳۷
طوق	۲۲۱	جنت کی کہانی خدا کی زبانی	۲۳۷
گندھک کے کپڑے	۲۲۱	جنت کی کہانی نبی کی زبانی	۲۴۲
داروغہ ہائے دوزخ کے طعنے	۲۲۲	موت کی موت	۲۴۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جنت کی عورت	۲۴۲	تحیتهم فیها سلام	۲۷۴
جنتی مرد کی مردانگی	۲۴۴	نعمائے جنت کی پوری کیفیت اور کیت دنیا	۲۷۵
ادنیٰ درجہ کا جنتی	۲۴۵	میں نہیں سمجھی جاسکتی ہے	
ادنیٰ جنتی سے رب العالمین کے تین خطاب	۲۴۶	کیا کوئی جنت کے لئے تیاری کرنے والا ہے	۲۷۶
جنت کا بازار	۲۴۶	دنیا کو جنت بنانے والو اپنے باپ کی جنت کا	۲۷۹
جنتی مرد اور عورتیں	۲۴۹	حال دیکھ لو	
جنت والوں سے چار باتیں	۲۴۹	جنت کی تیاری کا حکم	۲۸۰
جنت میں داخل ہونے والوں کے دل	۲۴۹	چھٹا حصہ (ایمان پر اخلاقی جرائم کا اثر)	
جنت والوں سے اللہ کی خاص باتیں	۲۴۹	اظہار حقیقت	۲۸۷
جنت کا اڑنے والا گھوڑا	۲۵۱	اخلاق اور قرآن	۲۸۹
جنت کے درخت	۲۵۱	جرائم کا اثر	۲۹۰
جنت میں کھیتی	۱۵۳	توبہ کا طریقہ	۲۹۱
جنت کے پرندے	۱۵۳	گناہ اور سزا	۲۹۱
اہل جنت کی دل لگی	۲۵۴	عمل صالح کی نفی	۲۹۲
حورعین کی ایک خاص دعا اور شوہروں سے ہمدردی	۲۵۴	حقوق العباد کی معافی	۲۹۳
جنت میں حورعین کا ترانہ	۲۵۵	اخلاقی جرائم کے نقصانات	۲۹۷
مردوں کے لئے کثرت ازدواج	۲۵۶	زنا کا دنیوی انجام	۲۹۹
اہل جنت کے تاج	۲۵۷	زنا کا اخروی خسارہ	۲۹۹
جنت کی نہر یعنی کوثر کی حقیقت	۲۵۷	زنا اور انفرادی و اجتماعی زوال	۲۹۹
آخری جنتی	۲۶۰	زنا اور شریعت اسلامی	۳۰۱
جنت و دوزخ کی بحث	۲۶۱	اخلاقی جرائم اور شرعی حدود	۳۰۱
شعوانہ عابدہ جنت میں	۲۶۲	مجرم کی بھی برائی نہ کرو	۳۰۳
جنت میں اللہ کے دوستوں کے مرتبے	۲۶۲	گناہوں کی سزا میں خود پیش ہونا	۳۰۴
نیک لوگوں کے لئے جام شراب ہوں گے	۲۶۶	شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زانیوں کی سزا	۳۰۵
جنت اور اس کی نعمتیں	۲۷۰	زانیوں کو سنگسار کردو	۳۰۵
اہل جنت کے بعض مجلسی تذکرے	۲۷۳	زناکاری کے ایک مجرم کا واقعہ	۳۰۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
واقعہ زنا کی تحقیق	۳۰۶	نئے عقیدے اور نئی حدیثیں رائج ہوں گی	۳۱۷
ایک عورت کا گناہ کی سزا کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا	۳۰۷	ہر بعد کا زمانہ پہلے سے برا ہوگا	۳۱۸
زبردستی زنا کرنیوالے کی سزا	۳۰۸	کفر کی بھرمار ہوگی	۳۱۸
عمل قوم لوط کی سزا	۳۰۸	ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہے گی اور مجدد آتے رہیں گے	۳۱۸
جانوروں سے بدفعلی کی سزا	۳۰۸	اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن کے الفاظ رہ جائیں گے اور علماء سوء پیدا ہوں گے	۳۱۹
زنا اور تہمت زنا کی سزا	۳۰۸	مسجدیں سجائی جائیں گی اور ان میں دنیا کی باتیں ہوا کریں گی	۳۲۰
لوطی ملعون ہے	۳۰۹	حرامی بچوں کی کثرت ہوگی	۳۲۱
عادی چور کی سزا	۳۰۹	قیامت کے قریب	۳۲۲
چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا کیا جائے	۳۰۹	آٹھواں حصہ	
مرتد کی سزا	۳۰۹	سچے موتی	۳۲۶
ساتواں حصہ (علامات قیامت)		دنیا کی مکروہات اور ان سے نجات کا راستہ	۳۴۵
پیش لفظ	۳۱۲	معاشی بدحالی کے خطرہ کو محسوس کرنے والے حضرات کے لئے	۳۴۹
قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی	۳۱۳	دین پر نہ چلنے والوں کے لئے	۳۵۰
امت محمدیہ یہود و نصاریٰ فارس و روم کا اتباع کرے گی	۳۱۳	حقائق کو چھپانے والے حضرات کی خدمت میں	۳۵۰
جھوٹے نبی ہوں گے	۳۱۴	تاجروں کی خدمت میں	۳۵۱
ظالم کو ظالم کہنا، نیکیوں کی راہ بتانا اور برائیوں سے روکنا چھوٹ جائے گا	۳۱۴	تمام مسلمانوں کی خدمت میں	۳۵۲
ننگی عورتیں مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی	۳۱۴	گروہ بندی سے بچنے کا ایک ہی راستہ	۳۵۴
سرخ آندھی اور زلزلے آئیں گے اور صورتیں مسخ ہو جائیں گی اور آسمان سے پتھر برسیں گے	۳۱۶	نسخہ کیمیا برائے روحانی امراض	۳۵۶
قتل کی اندھیر گردی ہوگی	۳۱۶	حضور ﷺ کا آخری خطبہ	۳۵۷
مردوں کی کمی، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی	۳۱۷		

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خبردار

تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے بڑے بڑے ظالم اور جابر لوگوں کی گردنیں موت سے مروڑ دیں اور اونچے اونچے تختوں پر اکڑ کر بیٹھنے والے بادشاہوں کی کمریں موت سے توڑ دیں اور بڑے بڑے خزانوں کے مالکوں کی اُمیدیں موت سے ختم کر دیں، یہ سب لوگ ایسے تھے جو موت کے ذکر سے بھی نفرت کرتے تھے، لیکن اللہ کا جب وعدہ (موت کا وقت) آیا تو ان کو گڑھے میں ڈال دیا اور اونچے محلوں سے زمین کے نیچے پہنچا دیا، بجلی اور قمقموں کی روشنی سے نرم بستروں سے قبر کے اندھیرے میں پہنچا دیا۔ غلاموں اور باندیوں سے کھیلنے کی بجائے زمین کے کیڑوں کے حوالے ہوگئے۔ اور اچھے اچھے کھانے اور پینے میں لُطف حاصل کرنے کی بجائے خاک میں لوٹنے لگے اور دوستوں کی مجلسوں کی بجائے تنہائی کی وحشت میں گرفتار ہوگئے۔ پس کیا ان لوگوں نے کسی مضبوط قلعہ کے ذریعہ موت سے اپنی حفاظت کرلی، اس سے بچنے کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کرلیا۔ پس وہ ذات پاک ہے جس کے قہر اور غلبہ میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور ہمیشہ رہنے کے لئے صرف اسی کی تنہا ذات ہے کوئی اس کا مثل نہیں۔ پس جب موت ہر شخص کو پیش آنے والی ہے اور مٹی میں جا کر ملنا ہے اور قبر کے کیڑوں کا ساتھی بننا ہے اور منکر نکیر سے سابقہ پڑنا ہے اور زمین کے نیچے مُدتوں رہنا ہے اور وہاں بہت طویل زمانہ تک ٹھکانا ہے اور پھر قیامت کا سخت منظر دیکھنا ہے، اس کے بعد معلوم نہیں جنت میں جانا ہے یا دوزخ ٹھکانا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ موت کا فکر ہر وقت آدمی پر مسلّط رہے۔

میرے دوستو! دنیا کی زندگی چاہے کتنی ہی زیادہ ہو جائے بہر حال ختم ہونے والی ہے اور اس کا مال و متاع چاہے کتنا ہی زیادہ ہو جائے ایک دن چُھوٹنے والا ہے۔ آخرت کی زندگی کبھی بھی ختم نہ ہونے والی ہے، اس کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں، ایسی حالت میں کھلی ہوئی بات ہے کہ آدمی میں اگر ذرا سی بھی عقل ہو تو ایسی چیز کو اختیار کرنا چاہئے جو ہمیشہ اپنے

پاس رہے گی، ایسی چیز کے پیچھے پڑنا جو کسی طرح بھی اپنے پاس ہمیشہ نہیں رہ سکتی بے وقوفی کی انتہا ہے، مگر ہم لوگوں کی عقل پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے، اس اسٹیشن کے ویٹنگ روم کی زیب و زینت پر دل لگائے بیٹھے ہیں اور قیام صرف اتنا ہے کہ جب ریل گاڑی آ جائے اس پر سوار ہو جانا ہے، اتنے ذرا سے وقت میں اگر آدمی اپنے سفر کی تیاری میں مشغول رہے اپنے سامانِ سفر کو تیار کر لے، جو چیزیں وطن میں پہنچ کر کام آنے والی ہیں، اُن کو فراہم کرے، تو یقیناً اس کے لئے کار آمد ہیں، وہ اپنا یہ قیمتی وقت اور تھوڑی سی فرصت وہاں کے سیر سپاٹے میں خرچ کر دے، اپنا سامان بکھرا پڑا رہے اور خود ویٹنگ روم کی صفائی اور اس کے فرنیچر کو قرینہ سے رکھنے میں لگ جائے یا اس سے بڑھ کر حماقت یہ کرے کہ اس میں لٹکانے کے واسطے آئینہ اور نقشے خریدنے میں لگ جائے تو اپنا سامان بھی کھوئے گا اور اپنی متاع بھی ضائع کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا ایسے ہی لوگ خسارہ والے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے۔ اور وہ کہنے لگے اے میرے رب مجھ کو تھوڑے دن کی مہلت اور کیوں نہ دی کہ میں خیرات کر دیتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا، اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بھی جب اس کی موت کا وقت آ جائے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے، مال و متاع کی مشغولی، اہل و عیال کی مشغولی ایسی چیزیں ہیں جو اللہ جل شانہٗ کے احکامات کی تعمیل میں کوتاہی کا سبب بنتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دیکھتے آنکھوں اہل و عیال، مال و متاع سب کو چھوڑ کر چل دو، آج مہلت ہے جو کرنا ہے کر لو۔

رنگا لے نہ چندریہ گندھا لے نہ سی
نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی

تو کیا کیا کرے گی اری دن کے دن
تو دیکھا کرے گی کھڑی دن کے دن

میرے دوستو اور بزرگو! تم لوگوں پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ رحم کرے، اپنی غفلت سے ہوشیار ہو جاؤ، اپنی نیند سے بیدار ہو جاؤ اس سے پہلے پہلے کہ یہ شور ہو جائے فلاں شخص بیمار ہو گیا ہے، مایوسی کی حالت ہے کوئی اچھا حکیم بتاؤ، کسی اچھے ڈاکٹر کو لاؤ، پھر تمہارے لئے حکیم اور ڈاکٹر بار بار بلائے جائیں اور زندگی کی کوئی بھی امید نہ دلائے، پھر یہ آواز آنے لگے کہ اس نے وصیتیں شروع کر دیں، اے لو اُس کی تو زبان بھی بھاری ہو گئی، اب تو آواز بھی اچھی طرح نہیں نکلتی، اب تو وہ کسی کو پہچانتا بھی نہیں، لمبے لمبے سانس بھی آنے لگے، کراہ بھی بڑھ گئی، پلکیں بھی جھکنے لگیں، اس وقت تجھے آخرت کے احوال محسوس ہونے لگیں گے، لیکن زبان تتلا گئی، اب کوئی بات کہہ بھی نہیں سکتا، بھائی بند رشتہ دار کھڑے رو رہے ہیں، کہیں بیٹا سامنے آتا ہے، بیوی سامنے آتی ہے مگر زبان کچھ نہیں بولتی، اتنے میں بدن کے اجزاء سے روح نکلنا شروع ہو جاتی ہے اور آخر وہ تو نکل کر آسمان پر چلی جاتی ہے۔ عزیز و اقارب جلدی جلدی دفنانے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ عیادت کرنے والے رو دھو کر چپ ہو جاتے ہیں، دشمن خوشیاں مناتے ہیں، عزیز رشتہ دار مال بانٹنے میں لگ جاتے ہیں، اور مرنے والا اپنے اعمال میں پھنس جاتا ہے، یہ حقیقت ہے اس زندگی کی، موت کا معاملہ نہایت سخت ہے اور ہم لوگ اس سے بہت غافل ہیں، اپنے مشاغل کی وجہ سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے، اگر کرتے بھی ہیں تو محض زبانی تذکرہ، جو مفید نہیں بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ دل کو سب سے فارغ کر کے اس طرح سوچے کہ گویا وہ سامنے ہی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب اور جانے والے احباب کا حال سوچے کہ کیوں کر ان کو چارپائی پر لے جا کر مٹی کے نیچے دبا دیا۔ ان کی صورتوں کا، ان کے اعلیٰ منصبوں کا خیال کرے اور غور کرے کہ اب مٹی نے کس طرح ان کی اچھی صورتوں کو پلٹ دیا ہوگا، ان کے بدن کے ٹکڑے الگ الگ ہو گئے ہوں گے، کس طرح بچوں کو یتیم، بیوی کو بیوہ اور رشتہ داروں کو روتا چھوڑ کر چل دیئے۔ ان کے سامان، ان کے مال،

ان کے کپڑے پڑے رہ گئے، یہی حشر ایک دن میرا بھی ہوگا، کس طرح وہ مجلسوں میں بیٹھ کر قہقہے لگاتے تھے آج خاموش پڑے ہیں، کس طرح دنیا کی لذتوں میں مشغول تھے، آج مٹی میں ملے پڑے ہیں، کیسا موت کو بھلا رکھا تھا آج اس کا شکار ہوگئے، کس طرح جوانی کے نشہ میں تھے، آج ہاتھ الگ پڑا ہے پاؤں الگ پڑا ہے، زبان کو کیڑے چمٹ رہے ہیں، بدن میں کیڑے پڑگئے ہوں گے، کیا کھل کھلا کر ہنستے تھے، آج دانت گرے پڑے ہوں گے، کیسی کیسی تدبیریں سوچتے تھے، برسوں کے سامان سوچتے تھے، حالانکہ موت سر پر تھی، مرنے کا دن قریب تھا، مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ آج رات کو میں نہیں ہوں گا۔ یہی حال میرا ہے، آج میں اتنے انتظامات کر رہا ہوں کل کی خبر نہیں کیا ہوگا؟

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

اب کتاب کو شروع کرنے سے پہلے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے ہم سب کو جو ہر وقت معاصی اور دنیا میں ہی غرق رہتے ہیں اپنی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائے اور اس ناپاک دنیا سے نفرت کا ذائقہ نصیب فرمائے، اور اس کتاب (موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا) کو دنیا بھر کے انسانوں کو پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محتاج دعا

خواجہ محمد اسلام

پہلا حصہ

موت کا منظر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں دنیا کی حقیقت دکھاؤں۔ میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضور ﷺ مجھے ساتھ لیکر مدینہ منورہ سے باہر ایک کوڑی پر تشریف لے گئے، جہاں آدمیوں کی کھوپڑیاں، پاخانے اور پھٹے ہوئے چیتھڑے اور ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ابو ہریرہ یہ آدمیوں کی کھوپڑیاں ہیں، یہ دماغ اسی طرح دنیا کی حرص کرتے تھے جس طرح تم سب زندہ آج کل کر رہے ہو، یہ بھی اسی طرح امیدیں باندھا کرتے تھے جس طرح تم لوگ امیدیں لگائے ہوئے ہو۔ آج یہ بغیر کھال کے پڑی ہوئی ہیں اور چند روز اور گزر جانے کے بعد مٹی ہوجائیں گی۔ یہ پاخانے وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں جن کو بڑی محنت سے کمایا، حاصل کیا، پھر ان کو تیار کیا اور کھایا، اب یہ اس حال میں پڑے ہیں کہ لوگ اس سے (نفرت کرکے) بھاگتے ہیں (وہ لذیذ کھانا جس کی خوشبو دور سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی آج اس کا منتہا یہ ہے کہ اس کی بدبو سے لوگوں کو اپنے سے متنفر کرتی ہے) یہ چیتھڑے وہ زینت کا لباس (تھا جس کو پہن کر آدمی اکڑتا تھا آج یہ اس حال میں) ہے کہ ہوائیں اس کو ادھر سے اُدھر پھینکتی ہیں، یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن پر لوگ سواریاں کیا کرتے تھے (گھوڑوں پر بیٹھ کر مٹکتے تھے) اور دنیا میں گھومتے تھے، بس جسے ان احوال پر (اور ان کے عبرت ناک انجام پر) رونا ہو وہ ان کو دیکھ کر روئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سب بہت روئے۔

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا (ظاہر کے اعتبار سے) میٹھی اور سرسبز ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ نے تم کو اس میں اپنے اسلاف کا جانشین اس لئے بنایا ہے تاکہ وہ یہ دیکھے کہ تم اس میں کیا عمل کرتے ہو، بنی اسرائیل پر جب دنیا کی فتوحات ہونے لگیں تو وہ اس کی زیب وزینت اور عورتوں اور زیوروں کے چکّر میں پڑ گئے۔ دوستو غور کرو کہیں آج ہم بھی تو

عورتوں کے چکر میں نہیں پڑ گئے۔

قصہ ہارون رشید بادشاہ کے لڑکے کا

ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا، وہاں جا کر کہتا کہ تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے، دنیا کے مالک تھے لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے، کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال و جواب ہوئے ہیں؟ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا:

"مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں"

ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا، اس کے پاس وزراء امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المومنین کو دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا ہے، اگر امیر المومنین اس کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آجائے۔ امیر المومنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ بیٹا تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے، اس نے یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا، لیکن ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا کہ اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا، وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر کہا کہ اب اپنی جگہ پر چلا جا، وہ ہاتھ پر سے اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ ابا جان! اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں اس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے، اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کر لوں، یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا، چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دے دی (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا، ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور

آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا اور ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) مزدوری لیتا۔ اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا۔ ایک دانق روزانہ خرچ کرتا۔

ابو عامر بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی، اس کو بنوانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے، ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے؟ کہنے لگا کیوں نہیں کریں گے، مزدوری کے لئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں، آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے؟ میں نے کہا گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک درہم اور ایک دانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا، مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی دونوں شرطیں منظور کر لیں اور اس کو لا کر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کی بقدر کام کیا، میں نے اس کو مزدوری میں دو درہم دیئے، اس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کر دیا اور ایک درہم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا، وہ مجھے کہیں نہ ملا، میں نے لوگوں سے تحقیق کی کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن تک اپنی تعمیر بند کر دی اور شنبہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا۔ وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا، میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں، میں نے منظور کر لیں، وہ میرے ساتھ آ کر کام میں لگ گیا، مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے شنبہ کو اس اکیلے نے دس آدمیوں کا کام کس طرح کر لیا، اس لئے اس مرتبہ میں نے ایسی طرح چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے اس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا، تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہی ہے جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درہم دینا چاہے، اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں اتنے درہم کیا کروں گا، اور ایک درہم اور ایک دانق لیکر چلا گیا۔

میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے شنبہ کو پھر میں اس کی تلاش میں نکلا، مگر وہ مجھے نہ ملا، میں نے لوگوں سے تحقیق کی، ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے فلاں ویرانہ جنگل میں پڑا ہے، میں نے ایک شخص کو اُجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے، وہ مجھے ساتھ لیکر اُس جنگل ویران میں پہنچا، تو میں نے دیکھا کہ وہ بیہوش پڑا ہے، آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے، میں نے اس کو سلام کیا، اس نے جواب نہ دیا، میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھ کھولی اور) مجھے پہچان لیا، میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اس نے سر ہٹا لیا اور کہا:

''میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ میں نہ پڑ، عمر ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی، جب تو کوئی جنازہ لیکر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا''۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ابو عامر جب میری رُوح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا، میں نے کہا میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے نئے کپڑے لے آؤں، اُس نے جواب دیا کہ نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (یہ جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب ہے انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری انہیں چادروں میں کفن دے دینا اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی گئی تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا) لڑکے نے کہا کہ کفن تو (پرانا ہو یا نیا بہر حال) بوسیدہ ہو جائے گا آدمی کے ساتھ تو صرف اُس کا عمل ہی رہتا ہے، اور یہ میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارون رشید تک پہنچا دینا اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہہ دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آجائے۔ یہ کہہ کر اس کی رُوح نکل گئی، اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا، اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دے دیں اور قرآن پاک اور انگوٹھی لیکر بغداد پہنچا اور قصر شاہی کے قریب

پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی، میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا، اوّل ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے، اس طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے، دسویں جتھے میں خود امیر المومنین بھی تھے، میں نے زور سے آواز دے کر کہا اے امیر المومنین آپ کو حضور اقدس ﷺ کی قرابت داری کا واسطہ ذرا سا توقف کر لیجئے۔ میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے کہا کہ اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو، جب میں واپسی پر بلاؤں تو میرے پاس پہنچا دینا، جب وہ باہر سے واپسی پر مکان پر پہنچے تو محل کے پردے گروا کر دربان سے فرمایا: اس شخص کو بلا کر لاؤ اگرچہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا، دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے، اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ ہی پر اکتفاء کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا، اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے، مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ، میں قریب جا کر بیٹھ گیا، کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو، میں نے کہا جی ہاں میں اُن کو جانتا ہوں، کہنے لگے وہ کیا کام کرتا تھا، میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے، کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا تھا؟ میں نے کہا کرایا ہے، کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور اقدس ﷺ سے قرابت تھی (کہ یہ حضرات حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں) میں نے کہا امیر المومنین پہلے اللہ جل شانہ سے معذرت چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہیں؟ مجھے اُن کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا، کہنے لگے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اس کو غسل دیا، میں نے کہا جی ہاں، کہنے لگے اپنا ہاتھ لاؤ، میرا ہاتھ لیکر اپنے سینہ پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں، اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دور ہے، لیکن اس کا غم میرے قریب ہے، بے شک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدّر کر دیتی ہے، وہ

مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا، (یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا، (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی"۔

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا، موت نے کم عمری کے ہی زمانہ میں اس کو جلدی سے اُچک لیا، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لئے اُنس اور دل کا چین تھا، لمبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پیے گا بلکہ دنیا کا ہر آدمی اس کو پیے گا چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا۔ پس سب تعریفیں اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہیں جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں"۔

ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو رات آئی تو میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نُور کا قبہ دیکھا جس کے اوپر نُور ہی نُور پھیل رہا ہے، اس نُور کے اَبر میں سے اس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا ابو عامر تمہیں حق تعالیٰ شانہٗ جزائے خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پُوری کی) میں نے اس سے پُوچھا کہ میرے پیارے تیرا کیا حال گزرا؟ کہنے لگا کہ میں ایسے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کان نے سنیں، نہ کسی کے دل پر اُن کا خیال گزرا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جن کے پہلو رات کو خوابگاہوں سے دُور رہتے ہیں (یعنی تہجد گزاروں کے لئے) وہ چیز تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی رسول جانتا ہے اور یہ مضمون

قرآن پاک میں بھی ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ (سورہ سجدہ: ۱۷)

"کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے"۔ (درمنثور)

اس کے بعد اس لڑکے نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسا میں نکل آیا اس کے لئے یہی اعزاز اور اکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے۔

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ مجھے اور طریقہ سے بھی پہنچا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا، بہت اچھی تربیت پائی تھی، قرآن پاک بھی پڑھا تھا، اور علوم بھی پڑھے تھے، جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا، میری دُنیا سے اُس نے کوئی راحت نہ اُٹھائی، چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دیدے، اس انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا مگر وہ اُس کو بھی کام میں نہ لایا، مرتے وقت واپس کر گیا۔ یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔ (روض)

حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک موت کے بارے میں

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سمجھ دار شخص وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور موت کے بعد کام آنے والی چیزوں میں مشغول رہے، اور کسی کام کے لئے تیاری اس کے بغیر نہیں ہوتی کہ ہر وقت اس کا اہتمام رہے، اس کا ذکر تذکرہ رہے، اس لئے کہ جو شخص دنیا میں منہمک ہے اور اس کے دھوکہ کی چیزوں میں پھنسا ہوا ہے اس کی شہوتوں پر فریفتہ ہے، اس کا دل موت سے بالکل غافل ہوتا ہے، اسی کو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

"آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو آ پکڑے گی، پھر تم اس ذات پاک کی طرف لے جائے جاؤ گے جو ہر پوشیدہ اور ظاہر بات کو جاننے والی ہے، پھر وہ تم کو تمہارے سب کئے ہوئے کام جتا دے گی،

(اور ان کا بدلہ دے گی)"۔(الجمعۃ: رکوع ۱)

علماء نے لکھا ہے کہ موت کے بارہ میں آدمی چار طریقے کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو دنیا میں منہمک ہیں جن کو موت کا ذکر بھی اس وجہ سے اچھا نہیں لگتا کہ اس سے دنیا کی لذتیں چھوٹ جائیں گی، ایسا شخص موت کو کبھی یاد نہیں کرتا اور اگر کبھی کرتا بھی ہے تو بُرائی کے ساتھ، اس لئے کہ دنیا کے چھوٹنے کا اس کو قلق اور افسوس ہوتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تو ہے مگر ابتدائی حالت میں ہے، موت کے ذکر سے اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہوتا ہے اور اس سے توبہ میں پختگی بھی ہوتی ہے، یہ شخص بھی موت سے ڈرتا ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ دنیا چھوٹ جائے گی بلکہ اس وجہ سے کہ اس کی توبہ تام نہیں ہے یہ بھی ابھی مرنا نہیں چاہتا تا کہ اپنے حال کی اصلاح کرلے اور اس کی فکر میں لگا ہوا ہے تو یہ شخص موت کے ناپسند کرنے میں معذور ہے اور یہ حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد میں داخل نہ ہوگا جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ بھی اس کے ملنے کو ناپسند فرماتے ہیں"۔

اس لئے کہ یہ شخص حقیقت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی ملاقات سے کراہت نہیں کرتا بلکہ اپنی تقصیر اور کوتاہی سے ڈرتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو محبوب کی ملاقات کے لئے اس سے پہلے کچھ تیاری کرنا چاہتا ہو، تا کہ محبوب کا دل خوش ہو۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ شخص اس کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہتا ہو اس کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ اس کو نہ ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ بھی پہلے ہی جیسا ہے۔ یہ بھی دنیا میں منہمک ہی ہے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو عارف ہے اُس کی توبہ کامل ہے، یہ لوگ موت کو محبوب رکھتے ہیں اُس کی تمنائیں کرتے ہیں، اس لئے کہ عاشق کے لئے محبوب کی ملاقات سے زیادہ بہتر وقت کون سا ہوگا، موت کا وقت ملاقات کا وقت ہے، عاشق کو وصل کے وعدہ کا وقت ہر وقت خود ہی یاد رہا کرتا ہے، وہ کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولتا، یہی لوگ ہیں جن کو موت کے جلدی آنے کی تمنائیں رہتی ہیں وہ اسی قلق میں رہتے ہیں کہ موت آ ہی نہیں چکتی کہ اس معاصی کے گھر سے جلد خلاصی ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب ہوا تو فرمانے لگے محبوب (موت) احتیاج کے وقت آیا جو نادم ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا، یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ ہمیشہ مجھے فقر غنا سے زیادہ محبوب رہا اور بیماری صحت سے زیادہ پسندیدہ رہی اور موت زندگی سے زیادہ مرغوب رہی۔ مجھے جلدی سے موت عطا کردے کہ تجھ سے ملوں۔

چوتھی قسم جو سب سے اونچا درجہ ہے، ان لوگوں کا ہے جو حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے مقابلہ میں تمنا بھی نہیں رکھتے، وہ اپنی خواہش سے اپنے لئے نہ موت کو پسند کرتے ہیں نہ زندگی کو، یہ عشق کی انتہا میں رضا اور تسلیم کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔

بہر حال موت کا ذکر ہر حالت میں موجب اجر و ثواب ہے کہ جو شخص دنیا میں منہمک ہے اس کو بھی موت کے ذکر سے اس کی لذّتوں میں کمی آئے گی اور کچھ نہ کچھ تو دنیا سے بُعد پیدا ہی ہوگا، اسی لئے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"لذّتوں کو توڑنے والی چیز (موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو، یعنی اس کے ذکر سے اپنی لذّتوں میں کمی کیا کرو تا کہ اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع ہو سکے"

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"اگر جانوروں کو موت کے متعلق اتنی معلومات ہوں جتنی تم لوگوں کو ہیں تو کبھی کوئی موٹا جانور تم کو کھانے کو نہ ملے۔ موت کے خوف سے دُبلے ہو جائیں"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص (بغیر شہادت کے بھی) شہیدوں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے وہ ہو سکتا ہے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص پچیس مرتبہ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِيْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ" پڑھے وہ شہیدوں کے درجہ میں ہو سکتا ہے) اور ان سب فضیلتوں کا سبب یہی ہے کہ موت کا کثرت سے ذکر کرنا اس دھوکہ کے گھر سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کے لئے تیاری پر آمادہ کرتا ہے اور موت سے غفلت دنیا کی شہوتوں اور لذّتوں میں انہماک پیدا کرتی ہے۔

عطاء خراسانی ؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کا ایک مجلس پر گزر ہوا جہاں زور سے ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی مجالس میں لذّتوں کو مکدّر کرنے والی چیز کا تذکرہ شامل کرلیا کرو۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! لذّتوں کو مکدّر کرنے والی چیز کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد آیا ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے، ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کو یہ معلوم ہوجائے کہ مرنے کے بعد تم پر کیا کیا گزرے گی؟ تو کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاؤ، کبھی لذت سے پانی نہ پیو۔

ایک صحابی ؓ کو حضور ﷺ نے وصیّت فرمائی کہ موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو یہ تمہیں دوسری چیزوں میں رغبت سے ہٹادے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو جو شخص موت کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ ہوجاتا ہے اور موت اس پر آسان ہوجاتی ہے۔ ایک صحابی ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے موت سے محبت نہیں ہے کیا علاج کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو آگے چلتا کردو۔ آدمی کا دل مال سے لگا رہتا ہے، جب اس کو آگے بھیج دیتا ہے تو خود بھی اس کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور جب پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو خود بھی اس کے پاس رہنے کو دل چاہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو حضور اقدس ﷺ فرماتے: لوگو! اللہ کو یاد کرلو۔ اللہ کو یاد کرلو، عنقریب قیامت کا زلزلہ پھر صُور پھونکنے کا وقت آرہا ہے اور (ہر شخص کی) موت اپنی ساری سختیوں سمیت آرہی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بُلاتے جو موت کا قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے جیسا جنازہ سامنے رکھا ہو۔ ابراہیم تیمی ؒ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہرلذت کو منقطع کردیا۔ ایک موت نے، دوسرے قیامت میں حق تعالیٰ شانہٗ کے سامنے کھڑا ہونے کے فکر نے۔

حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کو پہچان لے اس پر دنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہیں۔ اشعث ؒ کہتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بصری ؒ کے پاس جب بھی حاضر ہوتے جہنم کا اور آخرت کا ذکر ہوتا۔ ایک عورت نے حضرت عائشہ ؓ سے اپنے دل کی قساوت کی شکایت کی، حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو۔ دل نرم ہوجائے گا، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئیں اور ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

اللہ کی طرف سے انسانوں کے لئے موت کے بارے میں احکامات

آسانوں پر جو فرشتے مختلف کاموں پر متعیّن ہیں ان کو سال بھر کے احکامات ایک رات میں مل جاتے ہیں کہ اس سال فلاں فلاں کام کرنے ہیں اور فلاں فلاں شخص کے متعلق یہ عملدرآمد ہوگا۔ اس میں روایات مختلف ہیں کہ یہ احکام لیلۃ القدر میں ملتے ہیں یا شب برأت میں جونسی بھی رات ہو کثرت سے روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ اس رات میں ان سب کی فہرست فرشتوں کے حوالہ کردی جاتی ہے جو اس سال میں مرنے والے ہیں۔ دنیا میں آدمی نہایت غفلت سے اپنے لہو ولعب میں مشغول ہوتا ہے اور آسانوں پر اُس کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوگیا ہے، اس کی موت کا حکم صادر ہوچکا ہے جس میں نہ کسی سفارش کی گنجائش ہے نہ اپیل کی، نہ جو وقت اس کی موت کا تجویز ہوا ہے اس میں نہ ایک منٹ کی تاخیر ہوسکتی ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ سورۂ دخان کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے ان سب چیزوں کو نقل کیا جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والی ہیں کہ اتنا رزق دیا جائے گا، فلاں فلاں مرے گا، فلاں فلاں پیدا ہوگا، اتنی بارش ہوگی، حتّٰی کہ یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ اس سال فلاں فلاں شخص حج کو جائے گا۔ ایک حدیث میں ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ تو آدمی کو دیکھے گا کہ وہ بازاروں میں چل پھر رہا ہے، لیکن اس کا نام اس سال کے مردوں میں لکھا جاچکا ہے۔ ابونضرہ ؒ کہتے ہیں کہ اس رات میں سال بھر کے سارے کام (فرشتوں پر) منقسم کردیئے جاتے ہیں۔ تمام سال کی بھلائی بُرائی، روزی اور موت، تکلیفیں اور نرخوں کی ارزانی اور گرانی تمام سال کی دے دی جاتی ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شبِ برأت میں سال بھر کے احکام طے کر کے حوالہ کر دیئے جاتے ہیں۔اس سال کے مردوں کی فہرست اور حج کرنے والوں کی فہرست دے دی جاتی ہے، نہ ان میں کمی ہوسکتی ہے نہ زیادتی۔ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد وارد ہے کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک جتنے مرنے والے ہیں ان سب کے اوقات لکھ کر دیئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ آدمی دنیا میں نکاح کرتا ہے اس کے بچہ پیدا ہوتا ہے، لیکن آسمان میں اس کا نام مردوں کی فہرست میں آچکا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، اس لئے کہ اس میں تمام سال میں مرنے والوں کی فہرست مرتب ہوتی ہے، حتیٰ کہ ایک آدمی نکاح کرنے میں مشغول ہے اور وہاں اس کا نام مردوں میں لکھا گیا، ایک آدمی حج کو جارہا ہے اور اس کا نام مردوں میں ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی کہ حضور ﷺ شعبان میں روزے بہت کثرت سے رکھتے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں سال بھر کے مُردوں کی فہرست بنتی ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میرا نام جب مُردوں کی فہرست میں آئے تو میں روزہ دار ہوں۔ایک حدیث میں ہے کہ نصف شعبان کی رات کو حق تعالیٰ شانہٗ ملک الموت کو اس سال میں مرنے والوں کی اطلاع فرمادیتے ہیں۔ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزانہ ہمیشہ جب آفتاب نکلتا ہے تو وہ اعلان کرتا ہے کہ جو نیک کام کرنا ہے کرلے، آج کا دن تیری عُمر میں پھر کبھی نہیں آئے گا۔(اس لئے اس دن میں تیری جو نیکیاں لکھی جاسکتی ہوں لکھوالے) اور دو (۲) فرشتے آسمان سے اعلان کرتے ہیں، ایک ان میں سے کہتا ہے کہ اے نیکی کے طلب کرنے والے خوشخبری لے (اور آگے بڑھ) اور دوسرا کہتا ہے اے بُرائی کے کرنے والے بس کر اور رک جا (اپنی ہلاکت کا سامان اکٹھا نہ کر) اور دو (۲) فرشتے اعلان کرتے ہیں جن میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ مال کو روک کے رکھنے والے کے مال کو برباد کر۔عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک فہرست دے دی جاتی ہے کہ اس میں جن کے نام ہیں ان سب کی اس سال میں رُوح قبض کرلی

جائے۔یہاں ایک آدمی فرش فروش میں لگا ہوا ہے، نکاح کرنے میں مشغول ہے، مکان کی تعمیر کرا رہا ہے اور وہاں مُردوں کی فہرست میں آگیا۔(درمنثور)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی مسکین پر اگر کوئی آفت، کوئی مصیبت، کوئی حادثہ، کوئی رنج، کوئی تکلیف، کوئی مشقت، کوئی خوف کبھی بھی نہ آئے تب بھی موت کی سختی، نزع کی حالت اور اس کا اندیشہ ایسی چیز ہے جو اس کی ساری لذّتوں کو مکدّر کردینے کے لئے کافی ہے اس کے سارے راحت و آرام کو کھودینے والی چیز ہے۔اس کی غفلت کو زائل کردینے کے لئے اسی کا فکر بہت کافی ہے، یہی چیز خود اتنی سخت ہے کہ اس کے فکر اور اس کی تیاری میں آدمی کو ہر وقت مشغول رہنا چاہئے۔بالخصوص ایسی حالت میں کہ اس کا وقت معلوم نہیں کہ کب آکر مسلّط ہوجائے۔ایک حکیم کا قول ہے رسّی دوسرے کے ہاتھ میں ہے نہ معلوم کب کھینچ لے۔حضرت لقمان علیہ السلام کا ارشاد اپنے بیٹے سے ہے کہ موت ایسی چیز ہے جس کا حال معلوم نہیں کہ کب آپہنچے۔اس کے لئے اس سے پہلے پہلے تیاری کرلے کہ وہ دفعۃً آجائے اور واقعی بڑے تعجب کی بات ہے کہ اگر آدمی انتہائی لذّتوں میں مشغول ہو، لہو ولعب کی اونچی مجلس میں شریک ہو اور اس کو یہ معلوم ہوجائے کہ ایک سپاہی اس کی تلاش میں ہے جو (کسی جرم کی سزا میں) اس کے پانچ کوڑے مارے گا، تو ساری لذت، سارا عیش وآرام مکدّر ہوجائے گا (بلکہ اگر صرف اتنا ہی معلوم ہوجائے کہ اس کے پاس اس کی گرفتاری کا وارنٹ ہے، وہ آج کل میں اس کو گرفتار کرلے گا تب بھی ساری لذتیں ختم ہوجائیں گی، رات کو نیند اُڑ جائے گی) حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ ملک الموت ہر وقت اس پر مسلّط ہے اور موت کی سختیاں (جو ہزاروں کوڑوں سے بڑھ کر ہیں) اس پر مسلّط کرنے والا ہے، پھر بھی ہر وقت اس سے غافل رہتا ہے۔یہ جہالت اور غرور کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ موت کی سختی کا حال وہی جانتا ہے جس پر گزر چکی ہے، دوسرے کو اس کی سختی کا حال معلوم نہیں ہوتا۔وہ صرف قیاس کرسکتا ہے یا مرنے والوں کی حالت دیکھ کر کچھ اندازہ لگا سکتا ہے، اور قیاس اس طرح پر ہوسکتا ہے کہ یہ تو ظاہر چیز ہے کہ بدن کے جس حصہ میں رُوح نہیں ہوتی اس کو کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی (بدن کی جو کھال مُردہ ہوجاتی ہے اس کو کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی) لیکن جس عضو اور جس حصہ میں جان ہوتی ہے اس میں سوئی چبھونے سے یا اس کے کاٹنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔پس

بدن کے جس عضو پر کوئی زخم ہوتا ہے یا اس کو کاٹا جاتا ہے یا وہ جل جاتا ہے تو اس سے تکلیف اس وجہ سے پہنچتی ہے کہ رُوح کو اور زندگی کو اس حصہ بدن سے تعلق ہے، اُس تعلق کی وجہ سے اس عضو کے ذریعے سے رُوح پر اثر پہنچتا ہے اور رُوح سارے بدن میں پھیلی ہوئی ہے تو ہر ہر عضو میں اُس کا بہت تھوڑا سا حصہ اثر کیے ہوئے ہے اور جتنا حصہ اس عضو میں ہے اسی کے بقدر رُوح کو تکلیف پہنچتی ہے جو بہت تھوڑا سا حصہ ہے لیکن جو تکلیف اعضاء کے بجائے براہِ راست ساری رُوح کو پہنچے جو موت کے وقت ہوتی ہے اس کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ اس لئے کہ موت براہِ راست ساری رُوح کو کھینچتی ہے جو بدن کے سارے اعضاء میں پھیلی ہوئی ہے، اس لئے بدن کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں ہوتا جس میں اتنی ہی تکلیف نہ ہو جتنی کہ اس کے کاٹنے میں ہوتی ہے۔ اس لئے کہ کسی عضو کے کاٹنے سے اس وجہ سے تکلیف ہوتی ہے کہ رُوح اس سے جدا ہوتی ہے اور اگر وہ مُردہ ہو اس میں رُوح نہ ہو تو اس کے کاٹنے سے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ پس رُوح کے ذرا سے حصہ کے جُدا ہونے سے اتنی تکلیف ہوتی ہے تو جب ساری رُوح کو بدن کے تمام حصوں سے کھینچا جائے گا تو ظاہر ہے کہ کتنی تکلیف ہوگی۔ لیکن بدن کا اگر ایک حصہ کاٹا جاتا ہے تو رُوح کا بقیہ حصہ سارے بدن میں موجود ہوتا ہے، وہ اس وقت قوی ہوتا ہے اس لئے آدمی چلاتا ہے تڑپتا ہے، مگر جب ساری رُوح کھینچی جاتی ہے تو اس میں ضعف کی وجہ سے اتنی قوت نہیں رہتی کہ وہ کراہنے سے کچھ آرام پالے، البتہ اگر بدن قوی ہوتا ہے، تو اس کی بقدر سانس کے اُکھڑنے کے وقت اس میں آواز پیدا ہوتی ہے جو سنائی دی جاتی ہے قوت نہیں ہوتی تو یہ بھی پیدا نہیں ہوتی، اس کے نکلنے کے بعد ہر عضو آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونا شروع ہوجاتا ہے، سب سے پہلے پاؤں ٹھنڈے ہوتے ہیں اس لئے کہ رُوح پاؤں کی طرف سے سب سے پہلے کھنچتی ہے اور وہاں سے نکل کر منہ کے ذریعے سے جاتی ہے، پھر پنڈلیاں ٹھنڈی ہوتی ہیں پھر رانیں، اسی طرح ہر ہر عضو ٹھنڈا ہوتا رہتا ہے اور ہر ایک عضو کو اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی اس کے کاٹنے سے ہوتی ہے، یہاں تک کہ جب رُوح حلق تک پہنچتی ہے تو آنکھوں سے نُور جاتا رہتا ہے، اسی وجہ سے حضور اقدس ﷺ کی دعاؤں میں یہ بھی دعا ہے کہ یا اللہ مجھ پر موت کی اور نزع کی سختی آسان فرما۔ لوگ بھی حضور ﷺ کے اتباع میں اس دعا کو مانگتے ہیں، مگر اس کی تکلیف سے ناواقف ہونے کی وجہ سے سرسری طور پر مانگ لیتے

ہیں، یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام موت سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد اپنے حواریین سے ہے کہ میرے لیے حق تعالیٰ شانہٗ سے اس کی دعا کرو کہ نزع کی تکلیف مجھ پر آسان ہوجائے کہ موت کے ڈر نے مجھے موت کے قریب پہنچا دیا۔ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عابد لوگوں کی ایک جماعت ایک قبرستان میں پہنچی اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حق تعالیٰ شانہٗ سے اس کی دعا کی جائے کہ ان میں سے کوئی مُردہ ظاہر ہو جس سے ہم پوچھیں کہ کیا گزری؟ ان لوگوں نے دعا کی، ایک مُردہ ان پر ظاہر ہوا جس کی پیشانی پر کثرت سے سجدہ کرنے کا نشان بھی پڑا ہوا تھا، وہ کہنے لگا کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ مجھے مَرے ہوئے پچاس سال ہوگئے، لیکن موت کے وقت کی تکلیف اب تک میرے بدن سے نہیں گئی۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ یا اللہ تو رُوح کو پٹھوں سے ہڈیوں سے اور انگلیوں میں سے نکالتا ہے مجھ پر موت کی سختی آسان کردے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ موت کی سختی کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تین سو جگہ تلوار کی کاٹ سے ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاد پر جب ترغیب دیتے تو فرماتے کہ اگر تم قتل نہ کیے گئے تو بستروں پر مَرو گے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہزار جگہ تلوار کی کاٹ سے مرنے کی تکلیف زیادہ سخت ہے۔ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مُردوں کو قیامت میں اٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر محسوس ہوتا رہتا ہے۔ حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ موت دنیا اور آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے، وہ آرہ چلا دینے سے زیادہ سخت ہے، وہ قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے، وہ دیگ میں پکا دینے سے زیادہ سخت ہے، اگر مُردے قبر سے اٹھ کر مرنے کی تکلیف بتائیں تو کوئی شخص بھی دنیا میں لذّت سے وقت نہیں گزار سکتا، میٹھی نیند اس کو نہیں آسکتی۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو حق تعالیٰ شانہٗ نے دریافت فرمایا کہ موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی جان کو ایسا دیکھ رہا تھا جیسے زندہ چڑیا کو اس

طرح آگ پر بھونا جارہا ہو کہ نہ اس کی جان نکلتی ہو نہ اُڑنے کی کوئی صورت ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایسی حالت تھی جیسا کہ زندہ بکری کی کھال اتاری جارہی ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ کا وصال ہورہا تھا تو پانی سے بھرا ہوا پیالہ حضور ﷺ کے قریب رکھا ہوا تھا۔ حضور اقدس ﷺ بار بار اپنے مبارک ہاتھ کو پیالہ میں ڈالتے اور پھر منہ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ نزع کی سختی پر میری مدد فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ موت کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے اندر داخل کردیا جائے جس کے ساتھ بدن کا ہر جزو لپٹ جائے پھر ایک دم اس کو کھینچ لیا جائے، اسی طرح جان کھینچی جاتی ہے۔

یہ سب تو نزع کی مختصر کیفیت تھی، ان سب کے علاوہ ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتوں کی صورتوں کا ایک خوف ایک مستقل مرحلہ ہے جس صورت پر وہ گنہگاروں کی جان نکالتے ہیں وہ ایسی ڈراؤنی صورت ہوتی ہے کہ قوی سے قوی آدمی بھی اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ تم جس صورت پر فاجر لوگوں کی جان نکالتے ہو وہ مجھے دکھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ اس کا تحمل نہ فرماسکیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں میں تحمل کرلوں گا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اچھا دوسری طرف منہ کرلیجئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ پھیرلیا۔ اس کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب دیکھ لیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اوپر دیکھا تو ایک نہایت کالا آدمی (دیو کی شکل) بال بہت بڑے بڑے کھڑے ہوئے، نہایت سخت بدبُو، کالے کپڑے، اس کے منہ سے، ناک سے آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حالت دیکھ کر غش آگیا، بڑی دیر میں افاقہ ہوا تو ملک الموت اپنی پہلی صورت پر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر فاجر شخص کے لئے کوئی دوسری آفت نہ ہو تب بھی یہ صورت ہی اس کی موت کے لئے کافی ہے۔

یہ فاجر کا حال ہے لیکن اللہ کے مطیع بندوں کی رُوح نکالنے کے وقت وہ نہایت ہی بہترین صورت میں ہوتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی سے یہ نقل کیا گیا کہ انہوں نے ملک

الموت سے فرمایا کہ مجھے اس ہیئت کو بھی دکھاؤ تو اُنہوں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت جوان نہایت نفیس لباس پہنے ہوئے خوشبوئیں مہکتی ہوئی سامنے ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے لئے اگر مرتے وقت اس صورت کے علاوہ کوئی بھی فرحت کی چیز نہ ہو تو یہ بھی کافی ہے۔

قِصّہ ایک بادشاہ کا

ایک بادشاہ تھا جس کا ارادہ اپنی مملکت کی زمین کی سیر کا اور حال دیکھنے کا ہوا، اُس کے لئے شاہانہ جوڑا منگوایا، ایک جوڑا لایا گیا وہ پسند نہ آیا، دوسرا منگوایا گیا، غرض بار بار کے بعد نہایت پسندیدہ جوڑا پہن کر سواری منگوائی گئی، ایک عمدہ گھوڑا لایا گیا، پسند نہ آیا اُس کو واپس کرکے دوسرا تیسرا منگوایا، جب وہ بھی پسند نہ آیا تو سب گھوڑے سامنے لائے گئے، ان میں سے بہترین گھوڑا پسند کرکے سوار ہُوا۔ شیطان مردود نے اس وقت اور بھی نخوت ناک میں پھونک دی، نہایت تکبر سے سوار ہوا، حشم و خدم فوج پیادہ ساتھ چلے مگر بڑائی اور تکبر سے بادشاہ ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے ایک شخص نہایت خستہ حال پرانے کپڑوں میں ملا، اُس نے سلام کیا، بادشاہ نے التفات بھی نہ کیا، اس خستہ حال نے گھوڑے کی لگام پکڑلی، بادشاہ نے اُس کو ڈانٹا کہ لگام چھوڑ اتنی بڑی جرأت کرتا ہے، اُس نے کہا مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا صبر کر، جب میں سواری سے اتروں گا اس وقت کہہ لینا، اس نے کہا نہیں ابھی کہنا ہے اور یہ کہہ کر زبردستی لگام چھین لی، بادشاہ نے کہا کہہ، اُس نے کہا بہت راز کی بات ہے کان میں کہنی ہے، بادشاہ نے کان اس کے قریب کردیا۔ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں تیری جان لینا ہے، یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ فق ہوگیا اور زبان لڑکھڑا گئی، پھر کہنے لگا کہ اچھا مجھے اتنی مُہلت دے دے کہ میں گھر جاکر کچھ اپنے سامان کا نظم کردوں، گھر والوں سے مل لوں، فرشتہ نے کہا کہ بالکل مُہلت نہیں ہے اب تو اپنے گھر کو اور سامان کو کبھی نہیں دیکھ سکے گا یہ کہہ کر اس نے رُوح قبض کرلی وہ گھوڑے پر سے لکڑی کی طرح نیچے گرگیا، اس کے بعد وہ فرشتہ ملک الموت ایک نیک مسلمان کے پاس گیا کہ وہ (نیک بندہ) بھی کہیں سفر میں جارہا تھا، اس کو جاکر سلام کیا، اس نے وعلیکم السلام کہا، اس نے کہا مجھے تیرے کان میں ایک بات کہنی ہے، اس نے کہا کہو، اس نے کان